سرزمین ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ سے شائع ہونے والا پہلا

دینی، علمی، ادبی واصلاحی رسالہ

دوماہی

افکار

جلد (۱) شمارہ (۴)

ذی الحجہ، محرم ۴۵-۱۴۴۴ھ ـــــ جولائی، اگست ۲۰۲۳ء

مدیر

حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

فاضل دارالعلوم دیوبند

مجلس ادارت

- مولانا مفتی محمد صادق صاحب قاسمی مبارکپوری
- مولانا مفتی شاکر عمیر صاحب معروفی قاسمی مظاہری
- مولانا مفتی وصی الرحمٰن صاحب قاسمی محمد آبادی
- مولانا مفتی لطیف الرحمٰن صاحب قاسمی جہاناگنجی
- مولانا عبدالعلیم صاحب قاسمی اعظمی
- مولانا شاہ عالم صاحب قاسمی ولید پوری

مجلس انتظامیہ

- ماسٹر قاری شمس الاسلام صاحب اعظمی
- قاری عبدالرحمٰن صاحب اعظمی
- جناب فیصل نعیم صاحب اعظمی
- مولانا نورالاسلام صاحب اعظمی
- قاری حنظلہ توحید صاحب اعظمی
- حافظ محمد اسحاق صاحب اعظمی

زیر اہتمام

انجمن اصلاح معاشرہ، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

دوماہی ''افکار'' ابراہیم پور

جلد (۱) جولائی، اگست ۲۰۲۳ء شمارہ (۴)

زرتعاون: فی شمارہ =/25 سالانہ عمومی =/150 خصوصی =/500 اعزازی =/1000

آئینہ افکار

(۱)	آئینۂ گفتار (اداریہ)	مدیر کے قلم سے....	۳
(۲)	نعت النبی ﷺ	علامہ سیفی الاعظمی	۴
(۳)	دس مبارک شب وروز (خطاب) مولانا ضیاء الدین قاسمی ندوی، خیرآبادی	ضبط وترتیب: حافظ محمود ضیاء، خیرآبادی	۵
(۴)	کفروارتداد کی تباکاریاں	مولانا شاکر عمیر قاسمی معروفی	۱۰
(۵)	آزادئ ہند اور موجودہ حالات.....	مولوی حذیفہ ضیاء ابراہیم پوری	۱۴
(۶)	اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند مولانا......	حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری	۱۹
(۷)	افکار کی ڈاک	قارئین افکار	۲۱

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

رسالہ کے مستقل خریدار بننے کے لیے مدیر کے اس واٹساپ نمبر پر رابطہ کریں:
Mb- 8090707844

شائع کردہ

انجمن اصلاح معاشرہ، ابراہیم پور، ضلع اعظم گڑھ (یوپی)

اداریہ .....

آئینۂ گفتار

مدیر کے قلم سے.....

''لڑاؤ اور حکومت کرو'' انگریزوں کی پالیسی تھی اور اس کے ذریعہ انھوں نے غیر منقسم ہندوستان کے طول وعرض پر نوّے (۹۰) سال تک حکومت کی، آخر طویل تحریک آزادی اور اہل وطن کی قربانیوں کے نتیجے میں انھیں راہِ فرار اختیار کرنا ہی پڑا۔

موجودہ حکمراں طبقہ بھی انگریزوں کی اسی پالیسی پر عمل پیرا ہے اور اپنی ہندوتوا سیاست کو پورے ملک کے افراد پر نافذ کرنا چاہتا ہے اور خاص طور سے مسلمانوں کو خوف میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے۔

آر ایس ایس کے افکار ونظریات اور بنیادی اصول وضوابط سے واقف حضرات اِس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ اس کا قیام ہی اسلام دشمنی پر ہوا ہے اور اس کی عملی تحریک ہر دور میں یہی رہی ہے کہ کسی طرح ہندوستان سے اسلام اور مسلمانوں کا خاتمہ ہو جائے اور یہ ملک ''ہندوراشٹر'' بن جائے۔

ملک کے موجودہ منظرنامے میں اس حقیقت کا ادراک ہر شخص کو ہو چلا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف نفرت وعداوت، ظلم وتشدد اور فرقہ واریت کی یہ تیز وتند ہوائیں آر ایس ایس کے اسی ہندوتوا ایجنڈے کا حصہ ہیں، جو بدقسمتی سے ملک کے پُرامن ماحول کو پراگندہ کئے ہوئے ہیں۔

ایسے صبر آزما حالات اور نازک ترین وقت میں اہل ایمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ صبر وہمت اور عزم واستقلال کے ساتھ دین پر عمل پیرا ہوں، ملی زندگی کے مشکل حالات کو سامنے رکھیں اور ایمان کی حفاظت کے ساتھ تعلیم وسیاست، سائنس وٹیکنالوجی اور جدید دَور کے آلات ووسائل کو شرعی حدود میں رہ کر اختیار واستعمال کریں، کیا بعید ہے کہ بظاہر مشکل نظر آنے والے یہ حالات کسی اہم انقلاب کا پیش خیمہ ہوں۔

حبیب اعظمی

نعت النبی ﷺ

از: علامہ سیفی الاعظمیؒ

عبادت سے کئے جاتے ہیں وہ اوقات وابستہ
نبیؐ کی یاد سے ہوتے ہیں جو لمحات وابستہ

وہ رحمان ورحیم اور یہ دو عالم کے لیے رحمت
خدا کی ذات سے ہے مصطفیؐ کی ذات وابستہ

خزف ریزوں پہ صدقے دولتِ کونین بھی کردوں
ہو اُن کے دست رحمت سے اگر خیرات وابستہ

نہ ہرگز ایک شب کو "الفِ شھرٍ" کا شرف ملتا
نہ ہوتی کملی والے سے اگر یہ رات وابستہ

کلام حق، زبانِ مصطفیؐ، یہ رمز عرفانی
ہے فرمانِ خدا سے آپ کی ہر بات وابستہ

غلام ان کا ہوں، دیوانہ کہو مجھ کو کہ فرزانہ
بہر صورت اُنہیں سے ہیں مرے حالات وابستہ

ہے اک واللیل کی تفسیر اک شرح تجلی ہے
اُنہیں کی کاکل ورخ سے ہیں یہ آیات وابستہ

انھی اشعار کے صدقے ہے بیڑا پار بھی سیفیؔ
اگر ہوں عشق صادق سے یہی جذبات وابستہ

دس مبارک شب وروز

خطابِ جمعہ

حضرت مولانا ضیاء الدین صاحب قاسمی ندوی خیرآبادی

ضبط وترتیب: حافظ محمود ضیاء خیرآبادی

الحمد للّٰہ رب العالمین، والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین، وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، امابعد. فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّيْلِ اِذَا يَسْرِهَلْ فِيْ ذٰلِكَ قَسَمٌ الِّذِيْ حِجْرٍ. (سورۃ الفجر:۱-۵)

حضرات سامعین! سورۂ فجر کی ابتدائی آیتیں میں نے تلاوت کی ہیں، کیوں کہ ان آیتوں کا تعلق ماہِ ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام سے ہے، جو کہ جلد ہی شروع ہونے والے ہیں۔ صحیح مسلم، ترمذی شریف اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ فجر سے مراد صبح صادق ہے جو روزانہ آتی ہے اور دس سے مراد ذی الحجہ کے دس دن یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک یعنی یوم النحر تک ہیں، جس دن ہم قربانی کرتے ہیں، عید الاضحی مناتے ہیں۔ اور فجر سے مراد نویں ذی الحجہ ہے، جس دن عرفات کے میدان میں حجاج کرام تشریف لے جاتے ہیں اور حج ادا کرتے ہیں، اس دن کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ یہ بڑی برکت ورحمت اور خیر وعافیت کی راتیں ہیں، ان ایام میں جو بھی نیک کام کئے جائیں گے، اس کا مقابلہ وموازنہ عام دنوں میں کئے جانے والے اعمال سے نہیں کیا جاسکتا ہے، یہ فضیلت کی راتیں اور برکت کے ایام ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے ان دس دنوں کے بارے میں فرمایا کہ اگر کوئی ان دنوں

میں روزہ رکھتا ہے، یکم ذی الحجہ سے نویں ذی الحجہ تک، تو گویا کہ ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزہ کے برابر ہے اور سال بھر سے مراد نفل روزے ہیں، کیوں کہ رمضان کے روزوں کا جو مرتبہ اور حیثیت ہے، کسی اور دن کے روزوں سے اس کا بدل ممکن نہیں، سال بھر کے روزے سے چھ مہینے اور آٹھ مہینے کے روزے مراد ہوتے ہیں۔ روزہ بذاتِ خود اللہ کو بے حد محبوب ہے اور صحابہ کرامؓ کو روزہ رکھنے میں بڑا لطف آتا تھا، وہ حضرات صوم داؤدی کا بڑا اہتمام کرتے تھے یعنی ایک دن روزہ تو دوسرے دن افطار۔ سفر میں رخصت کے باوجود صحابہ کی بڑی تعداد روزہ رکھتی تھی۔ بعض دفعہ گرمی کی شدت کے باعث آپ ﷺ نے سفر میں روزہ رکھنے سے منع بھی فرمایا۔ ہمارے اسلاف اور بزرگوں کا عام مزاج تھا کہ روزے کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ خود رسول اللہ ﷺ مہینے میں تین دن روزے رکھتے تھے جن کو ایام بیض کہا جاتا ہے، اور ایسے ہی آپ ﷺ ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے، یہ سب نفل روزے ہیں۔ اللہ کو روزہ اتنا محبوب ہے کہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی میرے لئے روزہ رکھتا ہے تو میں ہی اس کا اجر دوں گا۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ دس دنوں میں جو روزہ رکھا جائے گا وہ سال بھر کے روزے کے برابر ہے، اور ان دس راتوں میں جو عبادت کی جائے گی، ان عبادتوں کا درجہ اور مقام وہ ہے جو شب قدر میں کی جانے والی عبادت اور بندگی کا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان دس راتوں اور دنوں کے بارے میں جب صحابہ کرامؓ سے فرمایا تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا اللہ کے راستہ میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ اس کا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! جہاد کرنے سے بھی زیادہ اس کا ثواب ہے، سوائے اس آدمی کے جو اپنی جان اور مال لے کر اللہ کے راستہ میں نکل جائے اور سب کچھ اللہ کے لئے قربان کردے۔

اللہ نے ہم کو بڑے انعامات سے نوازا ہے، ہماری عمریں کم رکھی ہیں، لیکن

اعمال کی برکتوں اور ثواب کی کثرتوں کو مختلف بہانوں سے بڑھادیا ہے۔رمضان المبارک کا ثواب الگ، چھ شوال کے روزے رکھنے کا ثواب الگ،عشرۂ ذی الحجہ میں روزے رکھنے کا ثواب الگ، عاشورہ کے روزے رکھنے کا ثواب الگ، ایام بیض کے روزے رکھنے کا ثواب الگ، اللہ کے راستہ میں صدقات وخیرات کرنے کا ثواب الگ، یعنی اللہ تعالیٰ نے طرح طرح سے ہم کو نوازنے کا راستہ کھول دیا ہے۔

یہ دس دن جن کو ہم عام دن سمجھتے ہیں، اہل اللہ، سلف صالحین، تابعین عظام اور صحابہ کرامؓ ان راتوں کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے، ہماری راتیں گپ شپ اور خریداری میں گزرتی ہیں، دن کاموں میں گزرتا ہے، عام دنوں کی طریقے سے یہ دس مبارک شب وروز ہم گزاردیتے ہیں۔ حالاں کہ اللہ رب العزت نے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ اس کے بارے میں سورہ نازل فرمائی اور اس کا نام سورۂ فجر رکھا، **والفجر ولیال عشر** ترجمہ: ''قسم ہے فجر کی، صبح صادق کی اور دس راتوں کی''۔ مفسرین بتاتے ہیں اور محدثین حدیثوں کی تشریح کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو جو دس راتیں بڑھا کردی گئی تھیں اور تیس راتوں کا وعدہ کیا گیا تھا، **واتممناھا بعشر** اور ہم نے ان کو دس سے ملا کر چالیس کردیا تو یہی دس راتیں ان کو دی گئی تھیں، جن کو ہم عشرۂ ذی الحجہ کہتے ہیں۔ اس میں روزہ، عبادت وتلاوت، ذکر واذکار اور صدقات ونوافل کا اہتمام کرنے کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں اور اسی عشرہ کے آخر میں چل کر اسلام کے ایک اہم رکن حج کی ادائیگی بھی ہے۔ اسی عشرہ کی دسویں تاریخ (یوم النحر) کو قربانی بھی کرنی ہے۔ قربانی خود اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، اس کے جو فضائل اور برکتیں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں اور آیات مقدسہ اور احادیث نبویہ میں اس کی جو فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، انہیں پچھلے جمعہ کو بیان کیا جاچکا ہے۔ ان دس دنوں میں ہمیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم حاجیوں کی مشابہت اختیار کریں، جو اللہ کے راستہ میں نکل پڑتا ہے اور اللہ کے لئے سفر کرتا ہے، حج اور عمرہ کے لئے جاتا ہے، خاص طور سے ہندوستان اور پاکستان

کے حجاج کرام جو تمتع کرتے ہیں، تمتع کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ عمرہ کا احرام باندھ کر جاتے ہیں اور وہاں جا کر عمرہ کے ارکان ادا کرتے ہیں۔اس کے بعد آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھتے ہیں، اور منیٰ اور عرفات جاتے ہیں، وہاں سے مزدلفہ آتے ہیں، پھر منیٰ آتے ہیں، قربانی کرتے ہیں، پھر مکہ آتے ہیں، طوافِ زیارت کرتے ہیں، پھر منیٰ جاتے ہیں، یہی حج کے اعمال ہیں، جو مناسک حج کہلاتے ہیں۔اور انہیں ایام میں حاجی احرام باندھتا ہے اور مدینہ منورہ پہونچتا ہے، رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت حج سے پہلے یا حج کے بعد کرتا ہے، قدم قدم پر **لبيك اللهم لبيك** کہتا ہے، ''اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں'' کی صدا لگاتا ہے تو اللہ کو بڑا پیار آتا ہے اپنے اس عاشق پر کہ دیکھو میرا بندہ میرے لئے اپنا گھر، اپنا کاروبار، اپنا مال، اپنی جائیداد، اپنی اولاد سب کچھ چھوڑ کر میرے گھر میں حاضر ہوا ہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی حج کرنے کے لئے جاتا ہے اور دوران حج اس کی موت ہو جاتی ہے، مکہ میں موت ہو جاتی ہے، تو جنت المعلیٰ اس کا مقدر بنتا ہے، جہاں صحابہ کرام، تابعین عظام کی قبریں ہیں اور وہ بخشش کا ذریعہ بھی ہیں، اور اگر مدینہ میں فوت ہوتا ہے تو جنت البقیع میں مدفون ہوتا ہے، جہاں صحابۂ کرام ہزاروں کی تعداد میں مدفون ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے جن کی شفاعت کی ذمہ داری لی ہے۔ایک تو یہ مقام حاصل ہوا اور دوسرے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی سفر حج یا سفر عمرہ میں انتقال کر جاتا ہے تو قیامت تک اس کو حج وعمرہ کا ثواب ملتا رہے گا۔اور اگر کوئی اللہ کے لئے قربانی کرتا ہے تو قربانی کے جانور کا خون زمین پر گرنے سے پہلے پہلے وہ قربانی اللہ کے یہاں مقبول ہو جاتی ہے، شرط یہ ہے کہ نیت درست ہو، اس لئے کہ تمام اعمال کا دارومدار ہماری نیت پر ہے۔**انما الاعمال بالنيات** (رواہ البخاری، حدیث نمبر:۱) اور نیت نام ہے دل میں ارادہ کر لینے کا؛ کسی سے کہے نہ کہے، صرف اللہ کی رضا اور اس کی خوشنودی مقصود ہو، اپنی کوئی ذاتی خواہش یا ذاتی جذبہ نہ ہو، اور اللہ تعالیٰ

جانتا ہے کہ بندہ میرے لئے ہی کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ نے بڑی تاکید کے ساتھ قرآن پاک میں فرمایا ہے، **لله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا** (سورۂ آل عمران) ''اللہ کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا ان لوگوں کے لئے ہے، جن کو استطاعت ہے'' وہاں تک جانے کی وہ طاقت اور قدرت رکھتے ہیں، ان کے پاس انتظام ہے۔ اور جو حضرات نہیں جاسکتے، یعنی وسائل حج نہیں تھے یا سرکاری منظوری نہیں ملی تو ان کو عشرۂ ذی الحجہ دیا گیا ہے کہ یہیں پر رہ کر برکتیں حاصل کرلو کہ حاجی حضرات اگر عرفات کے میدان میں، مزدلفہ میں، مکہ کی گلیوں میں، مدینہ کی شاہراہوں میں **لبیك اللھم لبیك** کر رہے ہیں، مسجد نبوی میں، مسجد حرام میں عبادتیں کر رہے ہیں تو تم بھی مایوس مت ہو، کیوں کہ تم رحمت خداوندی سے محروم نہیں رکھے جاؤ گے، ان دس راتوں اور دس دنوں کا اہتمام کرلو، ہر دن کے روزے کا ثواب سال بھر کے روزوں کے بقدر ہوگا، اور رات کی عبادتوں کا ثواب شب قدر کے برابر ہوگا، یہ ہے ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کی نوازشات وعنایات۔

ایک مسئلہ اور ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی قربانی کی نیت کرتا ہے، قربانی کرنا چاہتا ہے تو ان دس دنوں کے اندر نہ ناخن کاٹے، نہ بال ترشوائے۔ داڑھی منڈوانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اس لئے کہ ہمارے مسلک میں داڑھی رکھنا تو واجب ہے بلکہ تمام ائمہ اربعہ کے یہاں داڑھی رکھنا واجب ہے، یہ ہمارا شعار ہے، یہ ایک مسلمان کی پہچان ہے، لیکن ہوتا کیا ہے؟ قربانی کرنے والے جو ہر دوسرے تیسرے دن داڑھی منڈواتے ہیں، ان کو بڑی فکر ہوجاتی ہے کہ بال نہیں بنوا سکا، کیا کروں؟ یہ قربانی کرنے والے کے لئے ایک مستحب عمل ہے، واجب اور فرض نہیں ہے۔ جو چیز رکھنا واجب ہے اسے روزانہ منڈوا کر گنہ گار ہوتے ہیں اور جو چیز سنت اور مستحب ہے اس کا اس قدر اہتمام کرتے ہیں۔ یہ ایک استحبابی عمل ہے اور ان کے لئے ہے جن پر قربانی واجب ہے، اور جن پر قربانی واجب نہیں ہے .... (بقیہ ص ۱۸ پر)

کفر وارتداد کی تباہ کاریاں

مولانا محمد شاکر عمیر معروفی قاسمی مظاہری

ایمان ایسا نور ہے جس کے تقاضوں پر چل کر دنیا وآخرت کی فلاح و بہبود اور کامیابی وکامرانی نصیب ہوتی ہے، ایمان جہنم کی آگ سے بچنے اور جنت میں داخل ہونے کا وسیلہ ہے، ایمان تاریکیوں سے نکل کر روشنی میں آنے کا ذریعہ ہے، ایمان دنیا وآخرت میں پاکیزہ زندگی عطا کرتا ہے، ایمان مومنین کو خوشی ومسرت کے مواقع پر شکر گزاری، اور مصیبت و پریشانی میں صبر وثبات اور اپنے تمام اوقات میں خیر و بھلائی حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے، ایمان کی حقیقت دل میں اتر جائے تو مومن کو ہلاکت انگیز چیزوں سے محفوظ رکھتا ہے، ایمان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد فرماتا ہے اور تمام ناپسندیدہ چیزوں سے مومنوں کا دفاع کرتا ہے، ایمان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ مومنین کو مصائب ومشکلات سے نجات عطا فرماتا ہے، ایمان نہ ہو تو سارا عمل بیکار وبرباد ہے۔

ایک طرف ایمان کی یہ حقیقت واہمیت اور فوائد وثمرات ہیں تو دوسری طرف بعض مسلم خواتین کا رویہ ہم سب کے سامنے ہے کہ کس تیزی کے ساتھ ہوس مٹانے کے چکر میں ایمان کے قلادے کو گلے سے نکال پھینکتی ہیں اور کفر وشرک کی تاریک وادی میں گر کر دائمی جہنم اور ابدی خسارے کو مول لیتی ہیں اور اپنی عزت وناموس اور وجود کو ایسے غیر مسلم خونخواروں اور درندوں کے حوالے کر دیتی ہیں جو چند روز خود استعمال کرتے ہیں، پھر کچھ دنوں بعد ہوس کے پجاریوں، آبرو کے لٹیروں، ظلم وستم، جبر وتشدد اور بربریت کے خوگروں کے حوالے کر دیتے ہیں، جو نہ صرف یہ کہ ان کی عزت وآبرو کے ساتھ ننگا ناچ کرتے ہیں بلکہ بے انتہا جبر وتشدد، حیوانیت ودرندگی، مار پیٹ،

نوع بہ نوع کا نا قابل برداشت اور نا قابل بیان سلوک کر کے بالکل ناکارہ اور رسوائے زمانہ بنا کر، بے یار و مددگار، تن تنہا ہلاکت کے دہانے پر چھوڑ دیتے ہیں، جس کے بعد وہ کسی قابل اور کہیں کی بھی نہیں رہتیں، پھر ان کے دل میں خودکشی کے جذبات کے علاوہ اور کچھ نہیں پنپتا۔

میری اسلامی بہنو! ذرا ایک لمحہ کے لئے تو سوچو کہ تمہارے والدین نے تمہیں کتنی مشقتوں، قربانیوں اور ارمانوں کے ساتھ تمہاری پرورش کی، خدا جانے ان کے دلوں میں تمہارے متعلق کیا کیا تمنائیں، آرزوئیں اور جذبات رہے ہوں گے، تم نے کفر اختیار کر کے یک لخت ان کے دلوں پر ایسا آرا چلا ڈالا کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور ان کے تمام تر جذبات خاک میں مل گئے۔

اے بنات آدم! کیا تم نے یہ نہ سوچا کہ کفر وارتداد اختیار کر کے تمہارا آخری انجام کیا ہونا ہے، کیا تم نے جہنم اور اس کی آگ کے بارے میں نہیں جانا کہ دنیا کی آگ اُس آگ کے ستّر اجزاء میں سے ایک جُزء ہے، کیا تمہیں نہیں معلوم کہ جہنم کی آگ ہزار برس تک دہکائی گئی، یہاں تک کہ سُرخ ہوگئی، پھر ہزار برس اور دہکائی گئی یہاں تک کہ سفید ہوگئی، پھر ہزار برس اور دہکائی گئی یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی، تو اب وہ خالص سیاہ ہے، جس میں روشنی کا نام ونشان نہیں۔

کیا تم کو علم نہیں کہ دنیا کی آگ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہے کہ اسے جہنم میں پھر نہ لے جایا جائے۔

کیا تم نے یہ حدیث نہیں سنی کہ جس کو سب سے کم درجہ کا عذاب ہوگا، اسے آگ کی جوتیاں پہنادی جائیں گی، جس سے اُس کا دماغ ایسا کھولے گا جیسے تانبے کی پتیلی کھولتی ہے، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اس پر ہو رہا ہے، حالاں کہ اس پر سب سے ہلکا عذاب ہو رہا ہوگا۔

کیا تم نے یہ نہیں پڑھا کہ ہلکے درجہ کا جس پر عذاب ہو رہا ہوگا، اللہ تعالیٰ اس

سے پوچھیں گے کہ اگر ساری زمین تیری ہو جائے، تو کیا تو اس عذاب سے بچنے کے لیے سب کی سب فدیہ میں دے دے گا؟ تو وہ کہے گا جی ہاں! اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جب تُو آدم کی پشت میں تھا تو ہم نے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا کہ کفر نہ کرنا مگر تُو نے نہ مانا۔

اے خواتین اسلام! کیا تمہاری نظروں سے قرآن مجید میں جہنم کے متعلق یہ تفصیلات نہیں گزریں:

(۱) جہنم کو دیکھتے ہی کافروں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔

(۲) جہنمی عذاب سے تنگ آ کر موت طلب کریں گے لیکن انہیں موت نہیں آئے گی۔

(۳) جہنم کی آگ جہنمیوں کے چہرے کا گوشت جلا ڈالے گی اور ان کے جبڑے باہر نکل آئیں گے۔

(۴) جہنم کی آگ نہ زندہ چھوڑے گی نہ مرنے دے گی۔

(۵) جہنم کی آگ لوگوں کو چکنا چور کر دے گی۔

(۶) جہنم میں کافروں کو بند کر کے اوپر سے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔

(۷) جہنم میں کافر پھنکارے ماریں گے (اور شور اس قدر ہو گا کہ) کانوں پڑی آواز سنائی نہیں دے گی۔

(۸) جہنمیوں کو تھوہر کا زہریلا کانٹے دار اور بدبودار درخت کھانے کے لیے دیا جائے گا۔

(۹) جہنمیوں کے زخموں سے بہنے والا خون اور پیپ، نیز کھولتا ہوا پانی جہنمیوں کو پینے کے لیے دیا جائے گا۔

(۱۰) جہنمیوں کو آگ کا لباس پہنایا جائے گا۔

(۱۱) جہنمیوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے باندھ دیئے جائیں گے اور آگ کے شعلے ان کے چہروں پر برسائے جائیں گے۔

(۱۲) جہنمیوں کے لیے آگ کا اوڑھنا بچھونا ہوگا۔

(۱۳) جہنمیوں کے لیے آگ کی چھتریاں اور آگ کے فرش ہوں گے۔

(۱۴) جہنمیوں کے لیے آگ کی قناتیں ہونگی۔

(۱۵) جہنمیوں کی گردنوں میں (آگ کے) بھاری طوق ڈالے جائیں گے۔

(۱۶) جہنمیوں کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈالی جائیں گی۔

(۱۷) جہنمیوں کو سخت زہریلی گرم ہوا اور سخت زہریلے دھویں کا عذاب بھی دیا جائے گا۔

(۱۸) جہنم میں جہنمیوں کو منہ کے بل گھسیٹا جائے گا۔

(۱۹) جہنمیوں کو آگ کے پہاڑ ''صعود'' پر چڑھنے کا عذاب دیا جائے گا۔

(۲۰) جہنمیوں کو لوہے کے گرزوں اور ہتھوڑوں سے مارا جائے گا۔

میری اسلامی بہنو! جن مختلف قسم کے عذاب جہنم کا ہم سب کے رب قہار نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے کیا تمہیں ان عذاب سے ڈر نہیں لگتا؟ کیا ان پر تم راضی ہو چکی ہو؟ کیا تمہارے والدین نے اتنے لاڈ پیار سے اسی لئے تمہاری پرورش کی تھی، دکھ درد سہا تھا، اَن گنت راتوں کو قربان کیا تھا کہ کل کو جوان ہوکر، ان کا ساتھ چھوڑ کر کسی غیر مسلم کے ساتھ راہ فرار اختیار کرلوگی؟!

اے حوا کی بیٹیو! تم پر سخت تعجب ہے کہ تم اپنے اختیار اور مرضی سے اپنے لئے جہنم کی اس سخت آگ میں جلنے کے اسباب پیدا کررہی ہو جس سے آگ بھی ڈرتی اور پناہ مانگتی ہے۔

اے اللہ ہم سب کو عقل سلیم عطا فرما اور ہمارے ایمان واعمال، جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت فرما، اور ہم سب کو کفر وارتداد کی ناپا کی سے دور رکھ۔ آمین

آزادئ ہند اور موجودہ حالات

اسباب اور لائحہ عمل

مولوی حذیفہ ضیاء ابراہیم پوری

تحریک آزادی میں مسلم عوام اور علمائے کرام کے بے مثال کردار اور ان کی عظیم قربانیوں کا تذکرہ کرنا اور تقریر و تحریر کے ساتھ موجودہ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ موجودہ نسل سمیت آنے والی نسلوں کو ان عظیم مجاہدین آزادی کے صحیح حالات اور سچے کارناموں سے مسلسل آگاہ کرتے رہنا اور ظالم و غاصب انگریزوں کے مظالم اور مکر و فریب سے پُر پالیسیوں کی کرب ناک داستان کو بیان کرنا اور آزادئ وطن کے بعد ہندوستان کی تعمیر و ترقی میں قوم مسلم اور علماء کرام کی جد و جہد کو لوگوں کے سامنے عیاں کرنا اور ہر موقع پر تحفظ آئین وطن کے لیے جمہوری انداز میں دارالعلوم دیوبند اور جمعیۃ علماء ہند کی حصول یابیوں کا ذکر کرنا اور ملک و ملت کے تئیں ان اکابر کی لازوال قربانیوں اور روشن کارناموں کو ہر سطح پر عوام کے سامنے واضح کرنا، ایسے اہم اور ضروری امور ہیں، جن کی ضرورت آج کے موجودہ مشکل حالات اور قوم مسلم کے لیے صبر آزما دور میں پہلے سے کہیں زیادہ ہے اور یہ ایک ایسی واضح حقیقت ہے، جس سے آج معمولی چشم پوشی بھی مستقبل میں مجموعی طور پر ملک و ملت کے لیے ناقابل تلافی حد تک نقصان دہ ثابت ہوگی۔

ہمارے آباء و اجداد نے ہندوستان پر قابض ہونے والے ظالم و مکار انگریز کو ایک لمحہ کے لیے بھی برداشت نہیں کیا اور ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کے زوال کے ساتھ ہی جب انگریز عیارانہ طریقے سے ہندوستان کے تخت پر قابض ہو گئے اور یہ

اعلان کردیا کہ آج سے ہندوستان ہمارا ہے ،اسی وقت ملک کے جید علماء دین نے بے پناہ عزم واستقلال اور جرات وہمت کے ساتھ بھرپور طریقے سے حریت کے نعرے لگائے اور قوم مسلم کو استخلاص وطن کے لیے شرعی طور پر جہاد کرنے اور ظالم و غاصب انگریزوں سے ملک کو آزاد کرانے کے لیے میدان عمل میں اتر کر تحریک آزادی شروع کردی اور روز اول سے ہی آزادئ وطن کے لیے ہر ممکن جدوجہد کرنے لگے، چناں چہ ۱۸۵۷ء سے ٹھیک ایک سو سال پہلے ۱۷۵۷ء میں پلاسی کی جنگ لڑی گئی، نواب سراج الدولہؒ نے انگریزوں کے خلاف فوجی معرکہ آرائی کی، شیر میسور ٹیپو سلطان شہیدؒ اوران کے والد حیدر علیؒ بھی مسلسل انگریزوں کے خلاف سینہ سپر رہے، حتی کہ ’’شیر کی ایک دن کی زندگی، گیدڑ کی سوسالہ زندگی سے بہتر ہے‘‘ کا نعرہ دینے والے سلطان ٹیپوؒ انگریزوں کے خلاف جہاد کرتے ہوئے شہید بھی ہوگئے۔

مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے فرزند جلیل، بطل حریت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے اولین فتوائے جہاد کے بعد ہندوستان میں علماء کرام کا کارواں انگریزوں کے خلاف شرعی جہاد وقتال میں عملی طور پر مشغول ہوگیا اور یہی سلسلۂ جہاد درحقیقت تحریک آزادی وطن کی بنیاد ہے، یہ سلسلہ جہاد آگے بڑھتے ہوئے بالاکوٹ کے معرکہ حق وباطل پر موقوف ہوگیا، جس میں امیر المؤمنین سید احمد بن عرفانؒ اور امام المجاہدین شاہ اسماعیل دہلویؒ جام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

اس معرکہ کے بعد مجاہدین وطن کا یہ کارواں منظّم نہ ہونے کے سبب گرچہ بظاہر بکھر گیا اور جس کے بعد پورے ہندوستان میں انگریزوں کا عملی تسلط قائم ہوگیا، لیکن سینوں میں آزادی کی جو چنگاری روشن ہوچکی تھی، وہ مسلسل جلتی رہی اور تحریک آزادی کا قافلہ آگے بڑھتے ہوئے ایک بار پھر نئے انداز اور نئی تیاریوں کے ساتھ سرگرم عمل ہوگیا۔

اس قافلہ اہل حق کے سردار امیر المؤمنین حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ تھے، جن کے

دست مبارک پر حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ و دیگر اکابر نے بیعت جہاد کی اور انگریزوں سے مقابلہ کے لیے محاذ آرا ہو گئے، علما و عوام کا جم غفیر اُن بزرگان دین کے دوش بدوش رواں دواں تھا، تھانہ بھون میں انگریزی فوج کے پرخچے اڑاتے ہوئے آگے بڑھے اور پھر شاملی میں میدان کارزار گرم ہوا، اسی جنگ میں حافظ ضامن صاحبؒ شہید ہو گئے۔

ایک طرف مضبوط اور ظالم و شاطر حکومت اور اس کی منظم اور جدید اسلحے سے لیس فوج اور دوسری طرف قلیل مجاہدین آزادی کا کمزور و ناتواں لشکر، بالآخر انگریز کا ہر جگہ غلبہ ہوتا گیا اور ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی کی ناکامی کے بعد ہندوستانیوں کے مقدر میں غلامی لکھ دی گئی، اسی طوق غلامی کو نکالنے اور وطن کو انگریز کے ظلم و ستم سے آزاد کرانے کے لیے علما حق کی دوررس نگاہوں نے دیوبند کی چھوٹی سی بستی میں ایک عربی مدرسہ کے قیام کی تحریک شروع کی، یہی مدرسہ عربی آگے چل دارالعلوم دیوبند بنا اور آزادی وطن کا مرکز کہلایا۔

ہندوستان میں بسنے والی ہندوستانی قوم، جو مختلف مذاہب اور مکتبہ فکر کی حامل تھی، ان سب نے وطن کی آزادی کے لیے کاندھے سے کاندھا ملا کر ہر قسم کی جان و مال کی قربانی کا نذرانہ پیش کیا، اٹھارہ سو ستاون عیسوی کے بعد تک انگریزی سامراج کو شکست دینے کے لیے ہم تنہا جنگ آزادی کے میدان میں زور آزمائی کرتے رہے اور تحریک آزادی میں مسلم عوام اور علمائے کرام نے اتنا خون بہایا کہ دوسری قوم نے مل کر اتنا پسینہ بھی نہیں بہایا ہوگا۔

چناں چہ تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں جہاں جہاں بھی انگریزوں کے خلاف بغاوت ہوئی، عام طور پر اس کے قائد و رہبر مسلمان ہی تھے، جب میرٹھ میں انگریزی فوج کے سپاہیوں نے علم بغاوت بلند کیا، ٹھیک اسی وقت سہارنپور اور تھانہ بھون میں بھی اس کی آواز گونجی، چناں چہ سب سے پہلے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی،

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حافظ ضامن شہید نے اپنے مرشد برحق حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ان کی قیادت میں باقاعدہ اپنے علاقے میں حکومت اور فوج قائم کی۔

اس جنگ آزادی میں دو گروپ بنائے گئے تھے، پہلے گروپ کے لیڈر مولانا جعفر تھانیسری اور دوسرے گروپ کے لیڈر سپہ سالار حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی تھے، اسی دوران حملہ کر کے توپ خانہ کو فتح کر لیا گیا اور انگریزی فوج کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا، اس جنگ میں بھی بعض علمائے کرام اور مسلمان شہید ہوئے۔

لال قلعہ کی فصیل سے ہماری عظمت وتقدیس کا پرچم اتار کر یونین پرچم لہرایا گیا اور دوسری طرف ہم اس کے مقابلے کے لئے صف آراء ہو رہے تھے اور جنگ آزادی کے میدان میں ہماری جگہ صفِ اول ہی رہتی تھی اور یہی وجہ ہے کہ صرف اٹھارہ سو ستاون میں کئی ہزار علماء کرام شہید ہوئے، دہلی کے چاندنی چوک سے خیبر تک کے درختوں پر علماء کرام کی گردنیں لٹکائی گئی تھیں۔

ہندوستان ۱۵ر اگست ۱۹۴۷ء کو بے شمار مسلمانوں کی قربانیوں اور برادران وطن کی محنتوں کے طفیل آزاد ہو گیا، لیکن اتنی ساری عظیم قربانیوں اور ملک وملت کے تئیں اپنی بے پناہ خدمات کے باوجود آج مسلمانوں کے خلاف سازشیں کی جارہی ہیں، ان کی وطن دوستی پر انگلیاں اٹھائی جارہی ہیں، ان کو ملک کا غدار اور باغی کہا جاتا ہے، مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا جاتا ہے، اِس ملک میں مسلمانوں کی مساجد کو مسمار کرنے کی سازشیں کی جاتی ہیں، اسلامی شعار قربانی پر پابندی لگانے کی باتیں کی جاتی ہیں، اذان اور نماز کے خلاف بیانات دیے جاتے ہیں اور اذان کے لیے استعمال ہونے والے لاؤڈ اسپیکر پر ہنگامہ آرائیاں ہوتی ہیں اور ہر وہ کام کیا جاتا ہے جو آئین ہند کے خلاف ہے، جب کہ آئین کے اندر مسلمانوں کے لئے مذہبی آزادی ہے اور آئین ہند نے مسلمانوں کو مذہبی تحفظ فراہم کیا ہے۔

ہندوستان ایک جمہوری ملک ہے، جمہوری ملک کے اندر اس طریقے سے مسلمانوں کے حقوق کو پامال کرنا درحقیقت جمہوریت کی دھجیاں اڑانا ہے، اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنے بچوں کو اپنے آباء واجداد کی قربانیوں سے واقف کرائیں اور ظالم حکومتوں کے خلاف سینہ سپر ہوں اور مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ملک کے تحفظ اور دفاع کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لیے تیار رہیں اور اسی طریقے سے مسلمانوں کے لیے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے دین اور سنت کے مطابق زندگی گزاریں اور آئین کے اندر جو حقوق ملک کے رہنماؤں نے اور ہمارے مسلم قائدین نے دیے ہیں، اس کا دفاع کریں اور اس کی حفاظت کی پوری کوشش کریں، ان شاء اللہ حالات بدلیں گے اور ملک کے اندر مسلمانوں کو ایک بار پھر عروج نصیب ہوگا۔

اللہ تعالی اس ملک کی حفاظت فرمائے اور یہاں امن وسکون قائم فرمائے ۔ آمین

❁ ❁ ❁ ❁

(بقیہ ص ۹ کا)....وہ اپنا بال بھی بنا سکتا ہے اور ناخن بھی تراش سکتا ہے۔ایک صاحب مجھ سے پوچھنے لگے کہ کل میں ناخن تراشنا بھول گیا تھا، اب ٹائم ہے کہ نہیں؟ میں نے کہا کہ کوئی بات نہیں، یہ ایک مستحب عمل ہے۔اگر کسی کو ضرورت ہے ناخن تراشنے اور بال بنوانے کہ تو کوئی حرج نہیں ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی مرضیات پر چلنے والا بنائے۔آمین

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

اسیر مالٹا حضرت شیخ الہند

مولانا محمود حسن دیوبندیؒ

مولانا حبیب الرحمٰن الاعظمی ابراہیم پوری

شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (۱۸۵۱ء -۱۹۲۰ء) صرف ایک مجاہد آزادی ہی نہیں، سرخیل مجاہدین آزادی اور تحریک آزادی کے کمانڈر اور سالار تھے، ان کے سینے میں انگریزوں سے شدید نفرت تھی اور ملک کو انگریزوں سے آزاد کرانے کے لیے ان کی جو عظیم خدمات اور لازوال قربانیاں ہیں وہ ناقابل فراموش ہیں۔

وہ تحریک آزادی کے عظیم مرکز دارالعلوم دیوبند کے اولین طالب علم اور بعد میں اسی ادارہ کے استاذ حدیث و صدر المدرسین بھی ہوئے، انھوں نے اپنے شاگردوں کے اندر انقلاب کی ایسی روح پیدا کر دی تھی، جس نے پورے ملک میں تحریک آزادی کو ایک نئی سمت دی اور بالآخر ان ہی بزرگان دین کی طویل جد و جہد آزادی کے نتیجے میں ملک میں آزادی کا سورج طلوع ہوا۔

مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کی مشہور تحریک ''تحریک ریشمی رومال'' کے نام سے جانی جاتی ہے، جس میں آزادی وطن کے کچھ ایسے نقوش اور خاکے تحریر تھے کہ اگر وہ روبعمل ہو جاتے تو ہندوستان کا نقشہ ہی کچھ اور ہوتا، لیکن شومیٔ قسمت کہ راز کا افشار ہو گیا اور ۱۹۱۷ء میں گرفتاری کے بعد حضرت شیخ الہندؒ اپنے رفقاء و علماء کے ساتھ بحیرہ روم میں واقع جزیرہ مالٹا میں قید کر دیے گئے۔

تین سال تک قید و بند کی صعوبتوں کو برداشت کرنے کے بعد جون ۱۹۲۰ء میں جب رہائی نصیب ہوئی تو زندگی کا سفر مکمل ہونے کے قریب تھا، لیکن اس ضعیفی و کمزوری کے باوجود اس مرد حق آگاہ کے سینے میں آزادیٔ وطن کی جو آگ روشن تھی، وہ تیز تر ہی

رہی، اور بالآخر اس آگ نے انگریزوں کے نشیمن کو تہ وبالا کر ڈالا۔

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے جذبۂ حریت اور شوق جہاد کو دیکھ کر انگریز بھی انگشت بدنداں رہ جاتا، مالٹا کی جیل میں گرم لوہے کی سلاخوں سے حضرتؒ کی پیٹھ کو داغا جاتا ہے اور اذیت ناک سزائیں دی جاتی ہیں، لیکن آزادی کا یہ بطل جلیل اپنے مشن سے ایک انچ پیچھے ہٹنے کو قطعاً تیار نہیں، یہی استقلال اور عزم وحوصلہ ان کے شاگردوں میں بھی کارفرما تھا۔

نومبر ۱۹۱۹ء میں جمعیۃ علماء ہند کا قیام شیخ الہندؒ کے ان ہی عظیم مقاصد کی تکمیل کے لیے عمل میں آیا اور درحقیقت جمعیۃ علماء ہند حضرت شیخ الہندؒ کے خوابوں کی عملی تعبیر ہے، جس نے استخلاص وطن کے لیے میدان کارزار میں اپنے جیالوں کو عزم و ہمت کے ساتھ آگے بڑھایا اور سب سے پہلے مکمل آزادی کا مطالبہ کیا، اس سے پہلے کسی نے مکمل آزادی کا نعرہ بلند نہیں کیا تھا۔

آزادی کا سورج طلوع ہونے سے پہلے ہی ۱۹۲۰ء میں حضرت شیخ الہندؒ کی وفات ہوگئی اور دیوبند کے مقبرہ قاسمی میں اپنے استاذ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کے قریب مدفون ہوئے۔ رحمه الله عليه رحمة واسعة.

اگر شیخ الہندؒ کے کارناموں کو شمار کیا جائے اور ان کی خدمات کی فہرست مرتب کی جائے تو بھی ایک دفتر چاہیے، ایسے عظیم شخصیت کی ہمہ جہت خدمات کا تقاضا ہے کہ ملک بھر میں جگہ جگہ ان کے نام پر اسکول وکالج اور لائبریریاں کھولیں جائیں اور ان کی سوانح حیات اور زریں خدمات سے ملک کی عوام کو مسلسل روشناس کیا جائے۔

سو بار سنوارا ہے ہم نے اِس ملک کے گیسوئے برہم کو
یہ اہل جنوں بتلائیں گے کیا ہم نے دیا ہے عالم کو

❁ ❁ ❁ ❁

افکار کی ڈاک
(قارئین ''افکار'' کے منتخب تبصرے)

آسمان صحافت پر چاند بن کر نمودار ہوا

رسائل و مجلّات کے ذریعے تازہ مضامین اور نئے نئے موضوعات پر مشتمل مختلف قلم کاروں کی تحریریں پڑھنے کو مل جاتی ہیں، نیز رسالہ نکالنے کی برکت سے قلم و قرطاس سے رشتہ مضبوط ہوجاتا ہے اور متعدد موضوعات پر مشتمل کتابوں کے مطالعے کی توفیق بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ اسی تناظر میں انجمن اصلاح معاشرہ ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ کے زیر اہتمام زود نویس قلم کار ادیب اور شاعر مولانا حبیب الرحمن الاعظمی نے دو ماہی رسالہ ''افکار'' نام سے جاری کیا ہے۔ اس کا پہلا شمارہ جنوری، فروری ۲۰۲۳ء میرے سامنے ہے، جو ۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ مدیر اعلیٰ کی دیرینہ خواب کی تعبیر بن کر یہ رسالہ آسمان صحافت پر چاند کی صورت میں نمودار ہوا ہے، جس سے ان شاء اللہ ایک طرف فسق و فجور کی تاریکی دور ہوگی، بدعات و خرافات کا قلع قمع ہوگا، اور صحیح اسلامی خدوخال نمایاں ہوں گے۔ وہیں نئے اور پرانے قلم کاروں کا ایک پلیٹ فارم تیار ہوگا، جن کے باہمی روابط سے قلم و قرطاس کے میدان میں نئی روشنی پیدا ہوگی اور کام کرنے کے نئے نئے دروازے کھلیں گے۔

اس کے مدیر مولانا حبیب الرحمن اعظمی صاحب اداریہ کے تحت رسالہ کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

> ''افکار کا پہلا شمارہ قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی خوشی ہورہی ہے کہ اللہ رب العزت نے ہمیں اس سعادت کے حصول کا موقع

عنایت فرمایا جو ہماری دیرینہ خواہش اور مدتوں کے ارمانوں کی تکمیل ہے۔‘‘

رسالہ کے آخری صفحہ پر مدیر نے قلم کاروں سے مختصر دینی، علمی، اور ادبی وفکری مضامین ارسال کرنے کی درخواست کی ہے۔اس کے لیے انھوں نے اپنا واٹس ایپ نمبر 8090707844 بھی دے دیا ہے اور یہ بھی وضاحت کردی ہے کہ یہ رسالہ بشکل پی ڈی ایف واٹس ایپ پر بھی دستیاب ہے۔ اس کا زرتعاون ۲۵؍روپے اور سالانہ ۱۵۰؍روپے ہے۔

پیش نظر رسالے میں کل ۸؍تخلیقات شامل ہیں، ابتدا میں مدیر اعلیٰ کی بہترین مناجات ہے، جس کا ایک خوبصورت شعر ہے:

کرم کردے ہمارے حال پر اب تو کرم کردے
ہماری زندگی سے دور ہر رنج و الم کردے

ابراہیم پور کے ادیب وشاعر مولانا محمد عمر کی جانب سے بارگاہ نبوی ﷺ میں منظوم ہدیۂ درود وسلام پیش کیا گیا ہے، مولانا ادبی دنیا میں سیفی الاعظمی کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ درود وسلام چار صفحات پر مشتمل ہے۔

مفتی وصی الرحمٰن قاسمی کا مضمون ’’اللہ کی عظمت کا خیال‘‘ عنوان سے فکر انگیز ہے، جو قارئین کو پسند آئے گا، مولانا زاہد کمال کا فلسفیانہ مضمون ’’مذہب اور ریاست کے مابین رشتوں کی نوعیت‘‘ بھی شامل رسالہ ہے، مولانا حبیب الرحمن اعظمی صاحب کا ایک مختصر مضمون ’’خواتین اسلام کے روشن نقوش‘‘ نام سے بہت معیاری ہے۔ برادر عزیز مولانا محمد شاکر عمیر معروفی صاحب کا بصیرت افروز مقالہ ’’سیرت النبی پر عمل کی ضرورت‘‘ کے عنوان سے پر مغز اور قابل تعریف ہے۔ آخر میں راقم الحروف انصار احمد معروفی کا ایک ادبی مضمون ’’سیدہ فرحت کی ایک نظم‘‘ پر ہے۔ جس میں تعلیمی اداروں میں اساتذہ کے ذریعے بچوں کی پٹائی سے متعلق ایک نظم کی تشریح کی گئی ہے۔

ابھی یہ پہلا شمارہ ہے، ان شاء اللہ رفتہ رفتہ اس میں مقامی حضرات کے معیاری مضامین شامل کیے جاتے رہیں گے اور ساتھ ہی علمی وادبی سرگرمیوں کی خبروں کو بھی

جگہ دی جائے گی۔

رسالہ کے اجرا پر انجمن اصلاح معاشرہ کے ذمہ داران اور مدیر اعلیٰ کو اس خوبصورت اقدام پر بہت بہت مبارک باد۔

تبصرہ نگار: مولانا انصار احمد صاحب معروفی قاسمی زید مجدہ

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

مبارک جد وجہد اور نیک آغاز

گرامی قدر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی - زیدت معالیہ-

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امید کہ مزاج بخیر ہوں گے۔

آپ کی محبتوں کا نذرانہ، عزائم بلیغہ کا شاخسانہ، علم وادب کا علم بردار، حسین کاوشوں کا شاہکار رسالہ ''افکار'' موصول ہوا، جزاکم اللّٰہ خیرا، مفید رسائل کے خوبصورت گلدستے میں ایک حسین وجمیل کلی کا اضافہ مبارک ہو، اللہ تعالیٰ قبول عام عطا فرمائے۔ آمین

اس میں کوئی شک نہیں کہ ملت کی درست رہنمائی اور اس کی نوک و پلک درست کرنے میں رسالوں کی ایک تاریخ رہی ہے، قوموں کے عروج وزوال میں ان کا بڑا کردار ہے، اور آج گمراہ کن لٹریچر کے ہنگامہ خیز ماحول میں اچھے معیاری رسائل کی اہمیت وضرورت دو چند ہو جاتی ہے، ''افکار'' اس سلسلے میں یقیناً ایک مبارک جد وجہد اور نیک آغاز سے عبارت ہے۔

رسالے کے مشمولات ماشاء اللہ اہمیت کے حامل اور علمی ہیں، محدود صفحات پر اچھے مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے، امید ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ اس میں مزید پختگی اور استحکام آئے گا، علاقے کے لوگ معاشرے کی درپیش ضرورتوں کو زیادہ جانتے ہیں اور جان سکتے ہیں، اس لیے علاقائی قلم کاروں کی نگارشات اہم اور مفید ہوں گی ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ اس رسالے کی افادیت عام وتام فرمائے، اوراس سلسلے کو دوام بخشے۔
آمین یارب العالمین

تبصرہ نگار: مولانا مفتی امداداللہ امیر الدین صاحب قاسمی مئوی زید مجدہ

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

منفرد مقام بنانے میں کامیاب ہوجائے گا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، امید ہے کہ آپ بخیر ہوں گے، مزید دعا گو ہوں۔

زیرِنظر دوماہی رسالہ ''افکار'' سرزمینِ ابراہیم پور ضلع اعظم گڑھ سے نکلنے والا پہلا دینی، علمی، اصلاحی وادبی رسالہ ہے، جو بگڑے ہوئے معاشرے میں دینی مزاج، فکری بلندی اوراخلاقی تہذیب پیدا کرنے کے لیے وجود میں آیا؛ تاکہ اس کے ذریعہ عوام میں اسلامی تعلیمات اور شرعی احکامات سے واقفیت حاصل ہوسکے، سرکارِ دوعالم ﷺ کی روشن اور پاکیزہ سیرت سے کردار وعمل کو سنوارا جاسکے۔

دوسری طرف تاریخ وادب پر مشتمل مضامین کے مطالعے کے ذریعہ زبان و ادب سے تعلق آگہی پیدا کرسکے، مطالعہ اور کتابوں سے ٹوٹے ہوئے رشتے کو بحال کرسکے۔

الحمدللہ رسالہ کو بالاستیعاب پڑھا، بہت خوشی ہوئی، آپ نے رسالے کو ہر زاویہ سے خوب تر بنایا، قوی امید ہے کہ رسالہ بہت تیز گامی کے ساتھ علمی دنیا میں اپنا منفرد مقام بنانے میں کامیاب ہوجائے گا، ان شاء اللہ۔

دعا ہے کہ باری تعالیٰ رسالہ کو ہر مرحلہ کی مشکلات اور دشواریوں سے رستگاری فرماتا رہے اور آپ کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین یارب العالمین .

تبصرہ نگار: مولانا مفتی عبدالماجد صاحب قاسمی مفتاحی (ساکن بھیرہ ضلع مئو)

❁ ❁ ❁ ❁ ❁